

رمضان سے پہلے

محمد یوسف اصلاحی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ رمضان آنے سے پہلے آپ رمضان کے استقبال کے لیے لوگوں کے ذہن تیار کرتے تھے، تاکہ رمضان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ احادیث میں ایسے خطبوں کا تذکرہ آتا ہے، جو خاص اس مقصد کے لیے آپ نے رمضان کی آمد سے پہلے دیے ہیں۔ خاص طور پر وہ خطبہ تو بہت ہی طویل اور مشہور ہے جو شعبان کی آخری تاریخ کو آپ نے دیا ہے اور جس کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں۔ اس خطبے میں آپ نے یہ خوش خبری دیتے ہوئے کہ تم لوگوں پر جلد ہی ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، اس مہینے کی عظمت اور فضیلت کے مختلف پہلو پیش فرمائے۔ اس میں روزے کے فیوض و برکات کا ذکر فرمایا اور اس طرح ذہنوں کو تیار کیا کہ اس سنہری موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے انسان پورے ذوق و شوق اور یکسوئی کے ساتھ کمر بستہ ہو جائے۔

رمضان سے پوری طرح مستفیض ہونے اور اس کی خیر و برکت کا واقعی مستحق ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اس سے استفادے کے لیے ذہن و فکر اور قلب و روح کو پوری طرح تیار کرے۔

● ذاتی احتساب: اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ رمضان کی پہلی شب چھاننے سے پہلے انسان اپنا معاملہ خدا سے بھی صاف کرے اور خدا کے بندوں سے بھی۔ وہ سنجیدگی سے سوچے کہ وہ خدا کے حقوق ادا کرنے میں کیا کیا کوتاہیاں کرتا رہا ہے، کن کن نافرمانیوں میں مبتلا رہا ہے، اور اس کی زندگی کے بہترین اوقات کن خرافات میں گزرتے رہے ہیں۔ سچے دل سے توبہ

کرے اور خدا سے پختہ عہد کرے کہ پروردگار جو کچھ ہو چکا، ہو چکا، اب یہ تیرا بندہ تیرا وفادار رہے گا اور نافرمانیوں سے دامن پاک رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اگر نمازیں قضا ہوئی ہیں تو رمضان کے ایام میں ان کو ادا کرنے کی فکر کرے۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہے تو اسی رمضان میں حساب لگا کر ادا کرنے کا ارادہ کر لے۔ قدرے تکلیف اٹھا کر، جتنی ادا کر سکتا ہو ادا کرے، جو رہ جائے خدا سے عہد کرے کہ رمضان کے بعد اہتمام کے ساتھ ادا کرے گا۔ بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو، کسی کو ناحق ستایا ہو، یا کسی کا دل دکھایا ہو، یا کسی کا نقصان کیا ہو تو یہ ان سب سے معافی طلب کرے اور جب تک یہ لوگ معاف نہ کر دیں، اطمینان کا سانس نہ لے۔ ہر قسم کا بدلہ دینے کے لیے تیار رہے اور بہر صورت لوگوں سے معاف کرا کر دم لے، اس لیے کہ بندوں کے حقوق جب تک بندے خود معاف نہ کر دیں، اللہ معاف نہیں کرتا۔

● ایک عام کوتاہی: اصلاح حال کے معاملے میں عام طور پر ایک اور کوتاہی بھی عام ہے، وہ یہ کہ جب بھی انسان پر نیکی کے جذبات چھانے اور نیکیاں کرنے کا داعیہ ابھرتا ہے تو ادھر نگاہ نہیں جاتی کہ وہ کن کن چھوٹے بڑے گناہوں میں مبتلا ہے، بلکہ کچھ نوافل و اذکار اور صدقات و خیرات کی طرف ذہن متوجہ ہو جاتا ہے، اور آدمی یہ سب کر کے اطمینان محسوس کرتا ہے کہ اس نے دین دارانہ زندگی اپنائی ہے اور فرماں بردار بندوں میں شامل ہو گیا ہے۔ حالانکہ اذکار و نوافل اور صدقات و خیرات کا اہتمام کرنے سے پہلے سوچنے اور کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ کن کن گناہوں میں وہ مبتلا ہے۔ کبیرہ گناہوں سے مخلصانہ توبہ کرے اور خدا سے پختہ عہد کرے کہ آئندہ ان گناہوں کو جانتے بوجھتے کبھی نہیں دہرائے گا۔ صغیرہ گناہوں سے بھی توبہ کرے، اگرچہ صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کی برکت سے معاف کر دیتا ہے مگر کبیرہ گناہ وہ ہرگز معاف نہیں فرماتا۔ کبیرہ گناہ توبہ ہی کے ذریعے معاف ہوتے ہیں اور توبہ ہی بندے کا وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ انتہائی خوش ہوتا ہے۔

مسلم میں انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک بے آب و گیاہ ریگستان میں سفر کر رہا تھا، اونٹ پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا۔ ایک جگہ وہ سستانے کے لیے رُکا، اتفاق سے اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ جب کھلی تو اونٹ غائب ہے۔ وہ ادھر ادھر دوڑا، اونٹ کو تلاش کیا، مگر اونٹ کا کچھ پتا نہ چلا۔ اب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا، کہ اس بے آب و گیاہ ریگستان

میں اس کا کھانا پینا سب کچھ اُونٹ پر لدا ہوا تھا اور اُونٹ غائب ہے۔ وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔ پھر اس کی آنکھ لگ گئی۔ اب جو آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اُونٹ سامنے کھڑا ہے۔ اس نے اُونٹ کی لگام پکڑی اور خوشی کی انتہائی مدہوشی میں کہتا ہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب! خوشی کی انتہا میں اُلٹا کہہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جب اس کا بھٹکا ہوا بندہ توبہ کے ذریعے واپس ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس اُونٹ والے بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

● ادھوری توبہ: رمضان سے واقعی فیض یاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ رمضان آنے سے پہلے ہی توبہ کر لے، تمام گناہوں سے رُک جائے اور خدا سے سچا معاہدہ کرے کہ اب وہ کبھی ان گناہوں کی دلدل کے قریب نہ جائے گا۔ توبہ کے سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ آدمی سارے گناہوں سے توبہ کر لے اور کچھ کے سلسلے میں خدا سے معاملہ کرنے بیٹھ جائے کہ فلاں فلاں گناہ کچھ عرصہ اور کرتا رہوں گا یا صرف رمضان تک ان سے باز رہنے اور ان کو ملتوی رکھنے کا عہد کرتا ہوں۔ یہ آدھی پونی توبہ پسندیدہ توبہ نہیں ہے۔ اللہ بندے سے کہتا ہے کہ میں سارے گناہ معاف کر دوں گا تو پھر خدا کی معافی کو کچھ گناہوں کے حق میں اس لیے ملتوی رکھنا کہ ان سے ابھی اور لذت اندوز ہونے کی خواہش ہے۔ حقیقت میں توبہ کی صحیح اسپرٹ نہیں۔ سارے ہی گناہوں سے توبہ کر کے انسان کو چاہیے کہ خود کو خدا کے حوالے کر دے۔ خدا کس پیار بھرے انداز میں اپنے بندے کو اپنے دربار میں معافی نامہ داخل کرنے کے لیے بلاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَعْلٰى اَنْفُسِكُمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۗ اِنَّهٗ لَهٗ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (الزمر ۳۹: ۵۳) (اے
نبیؐ!) کہہ دیجیے، اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں، اللہ
کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ تمھارے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ وہ بڑا
ہی معاف کرنے والا اور انتہائی رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تو کہے کہ میں سارے ہی گناہ معاف کر دوں گا اور بندہ کچھ ہی گناہ معاف کرانے کا معاملہ
کرے تو یہ درحقیقت قلب کی صفائی کا وہ معاملہ نہیں ہے جو مطلوب ہے۔

توبہ کی شرائط

توبہ کی تین شرطیں ہیں اور اگر بندے نے کسی انسان کا حق مارا ہے اور کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے تو پھر چار شرطیں ہیں:

- پہلی شرط یہ ہے کہ گناہ سے پوری طرح باز آ جائے۔
- دوسری شرط یہ ہے کہ واقعی اپنے گناہوں سے شرم سار ہو۔
- تیسری شرط یہ ہے کہ وہ پختہ عزم کرے کہ اب کبھی کسی گناہ کو دوبارہ نہیں کرے گا۔
- اگر کسی بندے کا حق مارا ہے، اس کی کوئی چیز ناحق لی ہے تو وہ اس کو واپس کرے خواہ جس طرح کی چیز بھی ہو، اور اگر اس کو کوئی اور تکلیف پہنچائی ہے تو اس کو بدلہ لینے کا موقع دے یا یہ کہ وہ معاف کر دے، اور اگر کوئی الزام لگایا ہے یا غیبت کی ہے تو معاف کرا لے۔ بندے سے معاملہ صاف کر لینا توبہ کی لازمی شرط ہے۔

توبہ کے بعد ہی آدمی اس لائق بنتا ہے کہ وہ رمضان کا شایان شان استقبال کر سکے اور اس حال میں رمضان کا آغاز کرے کہ وہ فی الواقع رمضان سے استفادے کے لائق ہو۔ آپ کسی زمین میں اگر لہلہاتی کھیتی اور رنگارنگ مہکتے پھول کھلے دیکھنا چاہتے ہیں تو بیج ڈالنے سے پہلے زمین کے جھاڑ جھنکاڑ صاف کرنا، اینٹ روڑے نکال باہر کرنا اور زمین کو پہلے نرم کرنا ضروری ہے۔ آپ سنگلاخ زمین میں یا جھاڑ جھنکاڑ سے ڈھکی ہوئی زمین میں لہلہاتی کھیتی اور مہکتے پھول دیکھنے کی توقع پوری نہیں کر سکتے۔ اگر واقعی یہ سنجیدہ خواہش ہے کہ دل کی سرزمین میں نیکیوں کی بہار آئے تو دل کی سرزمین کو پہلے گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں سے پوری طرح صاف کیجیے، تب ہی توقع کیجیے کہ اس میں نیکیوں اور بھلائیوں کی بہار آئے گی اور آپ اس بہار سے فیض یاب ہو سکیں گے۔

● ذہنی تیاری اور اہتمام: اس پہلی شرط کو پورا کرنے کے بعد آپ اس لائق ہیں کہ اب رمضان کا استقبال کریں اور یہ آرزو کریں کہ رمضان کے فیوض و برکات سے اللہ تعالیٰ آپ کا دامن بھر دے۔ پھر آپ اس تلقین، تشویق اور ترغیب کے واقعی مخاطب ہیں جو اللہ کے سچے رسولؐ نے اپنے خطبوں میں رمضان کی آمد کے مواقع پر دی ہے۔ آپ ان خطابات کے مخاطب بھی ہیں اور آپ کا یہ حق بھی ہے کہ آپ رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہونے کے لیے سعی و جہد کریں۔

ذہنی تیاری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ رمضان کے سارے روزوں سے فیض یاب ہوں۔ کوئی ایک روزہ اور کسی ایک شب کی تراویح بھی آپ سے چھوٹ نہ جائے۔ اس لیے کہ رمضان کی کسی عبادت کے فیض سے محروم ہونے کے بعد اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جس شخص نے رمضان کا کوئی ایک روزہ بھی کسی عذر اور بیماری کے بغیر چھوڑ دیا، تو اس کی تلافی نہیں ہو سکتی، خواہ وہ زندگی بھر روزے رکھتا رہے“۔ (عن ابی ہریرۃ، بخاری، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ رمضان کا صحیح صحیح حساب لگانے کے لیے شعبان کی تاریخیں محفوظ رکھنے کا پورا پورا اہتمام کرو۔ آپ نے امت کو بھی یہ تاکید فرمائی اور خود بھی آپ کا یہی عمل تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان کی صحیح تاریخ معلوم کرنے کی خاطر ہلال شعبان معلوم کرنے کا اہتمام رکھو“۔ حضرت عائشہؓ کی شہادت ہے کہ آپؐ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے کی تاریخوں کو یاد رکھنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے، کہ کسی اور مہینے کا اتنا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ پھر جب چاند نظر آجاتا تو روزہ رکھنے لگتے اور اگر بدلی چھائی رہتی تو پھر شعبان کے ۳۰ دن پورے کرتے“۔

● اہم ترین عبادت: اس ابتدائی اہتمام اور ذہنی تیاری کے بعد رمضان کی جن عبادتوں میں آپؐ دل کی لگن اور کامل شوق کے ساتھ لگیں گے، ان میں سب سے اہم روزہ ہے۔ روزہ فرض ہے اور اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ قرآن و سنت نے بھی اس کو فرض اور رکن قرار دیا ہے اور امت کا بھی اس پر اجماع اور تعال ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ (البقرہ: ۱۸۳) اے ایمان والو! روزہ تم پر فرض کر دیا گیا جس طرح ان امتوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں۔

کُتِبَ کے معنی ہیں لکھ دیا گیا۔ یہ لفظ فرض کر دینے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ خطاب آپؐ ہی سے ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپؐ ایمان والے ہیں۔ روزہ ایمان والوں پر ہی فرض کیا گیا

ہے اور ان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اس فرض کا پورا پورا حق ادا کریں۔ پھر یہ روزہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہی پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ قرآن کے فرمان کے بموجب پچھلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے اور کسی امت کا نظام عبادت روزے سے خالی نہیں رہا ہے۔ قرآن کے اس انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ انسان کی تربیت کے لیے ناگزیر ہے۔ اس لیے ہر امت کے نظام عبادت میں روزہ لازماً شامل رہا ہے۔

روزے کا مقصود کیا ہے؟ اس کو بھی قرآن نے اسی آیت میں بیان کر دیا ہے: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرہ ۲: ۲۱) ”تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو“۔ گویا کہ روزہ تقویٰ پیدا کرنے کا ناگزیر ذریعہ ہے۔

تقویٰ یہ ہے کہ آدی حرام چیزوں سے نہ صرف اجتناب کرے بلکہ بیزاری دکھائے، اور حلال چیزوں کو نہ صرف اختیار کرے بلکہ جائز اور حلال چیزوں کا حریص ہو۔ خدا کی عبادت، اطاعت اور فرماں برداری میں اسے لذت محسوس ہو، اور خدا کی نافرمانی اور منکرات سے اس کا اندرون بیزار اور متفر ہو۔ یہ کیفیت اور یہ جوہر ایمان پیدا کرنے میں روزہ اس قدر مؤثر اور کامیاب ہے کہ کوئی بھی دوسری عبادت اس کا بدل نہیں بن سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی شہادت کے مطابق روزہ ہر امت کے نظام عبادت میں لازمی جز کی حیثیت سے شامل رہا ہے۔

● جوہر تقویٰ کے حصول کے لیے: اب، جب کہ ہم پر رمضان کا مبارک مہینہ سایہ نکلن ہو چکا ہے، اگر ہم اپنے روزوں سے واقعی جوہر تقویٰ حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں تو ہمیں چند چیزوں کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے:

○ پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہم حلال روزی حاصل کریں۔ حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ سود، دھوکا، فریب اور حرام چیزوں سے قطعی اجتناب کریں۔ حرام روزی کے ساتھ کوئی بھی عبادت قبول نہیں اور کوئی بھی عمل، عمل صالح نہیں۔

○ دوسرے یہ ہے کہ ہم اپنی زبان پر قابو رکھیں، زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ غیبت، چغلی، بدکلامی وغیرہ سے اپنی زبان کو محفوظ رکھیں اور اگر کوئی ہمارے ساتھ سخت کلامی کرے یا لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو ہم اس سے کہہ دیں کہ ہم روزے سے ہیں اور روزہ رکھ کر ہم یہ حرکات

نہیں کر سکتے۔ ان حرکات سے زندگی کو پاک کرنے کے لیے ہی تو میں روزے کا اہتمام کر رہا ہوں، تو پھر میں روزہ رکھ کر یہ کیسے کر سکتا ہوں!

○ تیسرے یہ کہ اگر ہمارے ذمے کسی کا کوئی مالی حق ہے، یا کسی کا کوئی حق ہم نے دبا رکھا ہے، یا کسی پر کوئی زیادتی کی ہے، یا کسی کا ہم پر کوئی قرضہ ہے تو اولین فرصت میں صاحب معاملہ کا حق ادا کر دیں، اور اگر ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں تو اس سے مل کر معاملہ ضرور صاف کر لیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنا حق تو معاف کر دیتا ہے لیکن بندے کا حق اسی وقت معاف کرتا ہے جب بندہ خود معاف کر دیتا ہے۔

● قرآن سے خصوصی شغف: رمضان مبارک کی دوسری اہم عبادت تلاوت قرآن ہے۔ قرآن کو رمضان سے خصوصی مناسبت بھی ہے۔ قرآن اسی مہینے میں نازل ہوا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ (القدر ۹۷:۱) ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

لیلۃ القدر یقیناً رمضان المبارک ہی کی ایک رات ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ اس لیے کہ دوسری جگہ خود قرآن ہی میں ارشاد ہے کہ ہم نے قرآن کو رمضان میں نازل کیا ہے:

شَهْرٍ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ ۱۸۵:۲) رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یہ ارشادات قطعی شہادت ہیں، اس حقیقت کے کہ قرآن رمضان کے مہینے میں نازل ہوا۔ ایک اہم مناسبت قرآن اور رمضان میں یہ بھی ہے کہ روزہ آدمی میں جو ہر تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ یہی جو ہر تقویٰ انسان کو اس لائق بناتا ہے کہ وہ قرآن پاک سے ہدایت پائے۔ ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لِقَاتِ الْفَقِيرِ ○ (البقرہ ۲:۲) ”یہ ہدایت ہے متقیوں کے لیے“۔

● قیام لیل: قیام لیل، یعنی تراویح میں تلاوت قرآن، قرآن کی سماعت و قراءت، قرآن سے شغف اور استفادے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ قرآن بغیر سمجھے پڑھنا اور سننا بھی باعث

اجرو ثواب اور قلب کو گرمانے کا وسیلہ ہے، لیکن اسی پر اکتفا کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کسی ایسے حافظ و قاری کے پیچھے قرآن سنیں جو نماز تراویح کے بعد قرآن کے پڑھے ہوئے حصے کے بارے میں آپ کو کچھ بتا بھی سکے اور خود بھی دن میں ترجمے سے قرآن پڑھنے کا اہتمام کریں، اور اگر خدا کے فضل و کرم سے آپ عربی جانتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ ختم تراویح کے علاوہ بطور خود بھی تدبر اور غور و فکر کے ساتھ ایک بار قرآن پاک کا ختم ضرور کریں۔

● اعتکاف: رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بھی سنت ہے۔ یہ سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ کچھ لوگ ادا کر لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے اور اگر بستی کا کوئی آدمی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہیں۔ یہ اعتکاف پورے ۱۰ دن کا ہوتا ہے اور اگر ۲۹ کا چاند ہو جائے تو نو دن کا رہ جاتا ہے۔ اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ رمضان کے پورے آخری عشرے میں آدمی اللہ کا ہو رہے اور مسجد میں آ کر پڑ جائے۔ ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل، نماز و تلاوت قرآن اور دینی کتب کا مطالعہ وغیرہ ہی اس کا مشغلہ ہو۔ ایک اور اہم عبادت صدقہ فطر بھی ہے جو نماز عید سے پہلے ادا کیا جانا چاہیے۔